Lesson 2: Al-A'araaf (Ayaat 26 - 39): Day 10

سُوۡرَۃُ الۡاَعۡرَاف کی تفسیر

سبق کا خلاصہ: لباس انسانی جسم کو ڈھانپنے اور چھپانے کے لئے ہے۔ اور زینت کے لئے بھی۔ جسم کا ہر وہ حصّہ ستر میں ہے جو شھوت کو اُبھارے۔ اپنے آپ کو ماڈرن کہنے والے کچھ ملکوں نے صرف اُن حصوں کو چھپانے پر اکتفا کیا جو اُن کے خیال میں چھپانے کافی تھے۔ چنداںچ کپڑا جسم کے مخصوص حصّوں پر لگانا ہی کافی سمجھا گیا۔

ہمارے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ جسم کو ہر وہ حصّہ چھپا ہوُا ہونا چاہئیے جس سے انسان کو دیکھ کر کشش کا احساس ہو اور اشتہاء پیدا ہو۔

خوبصورت لباس پہنا جا سکتا ہے۔ لیکن وہ زندگی کا مقصد نہیں بنا لینا چاہئیے۔

سُنتِ رسولؐ اور صحابہ کرامؓ کی زندگی سے مثالیں ملتی ہیں کہ جب کسی سے ملنے جائیں تو اچھا لباس پہنیں۔ اس سے دوسرے کی بھی عزّت افزائی ہوتی ہے۔ جب آپ کبھی مہمان کے لئے اچھے کپڑے پہنیں تو نیّت یہ بنا لیں کہ میں اپنے مہمان کی عزّت کر رہی ہوں۔

شہرت اور ریاکاری کے لئے مہنگے کپڑے نہ پہنیں۔

آپ اپنی حیثیت کے مطابق خوبصورت اور قیمتی کپڑے پہن سکتے ہیں لیکن اسراف نہ ہو۔

کسی کو اچھے لباس میں دیکھ کر بدگمانی نہ کریں۔ دوسروں کی باتیں نہ کریں کہ یہ تو نئے سے نئے کپڑا پہنتی ہیں۔ اُن کے لئے دعا کریں۔ پیار محبت بڑھانے کے لئے یہ دُعا دیں۔

اِلۡبَسۡ جَدِیدًا وَعِشۡ حَمِیدًا وَمُتۡ شَهِیدًا ۔ نیا لباس، قابل تعریف زندگی، اور شہادت کی موت نصیب ہو۔

ایک اور دُعا بھی ہے؛ تُبْلِي وَيُخْلِفُ اللّٰهُ تَعَالَى ۔ نبی اکرم ﷺ کے اصحاب میں سے جب کوئی نیا کپڑا پہنتا تو اس سے کہا جاتا: تو اسے پرانا کرے اور اللہ تجھے اس کی جگہ دوسرا کپڑا اعطا کرے ۔

جب ہم ایک دوسرے کو ایسی دعائیں دیں گے تو آپس میں محبت بڑھے گی اور اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں بھی دعائیں قبول کرے گا۔ انشاء اللہ۔

دین کے کسی کام کے لئے نکلیں تو اچھے کپڑے پہنیں۔ صاف ستھرے رہیں۔ نماز کے لئے بھی اچھے کپڑے پہنیں۔

امام مالکؒ اور امام ابو حنیفہؒ بہترین لباس پہنتے تھے۔ امام مالکؒ نے فرمایا کہ یہ صاحبِ حدیث کی عزّت کے لئے پہنتا ہوں۔ (یعنی اللہ کے نبیؐ کی حدیث بیان کرتے ہوئے اچھا لباس پہن کر دَرس دیتا ہوں۔)

ایک مرتبہ ابنِ عباسؓ بہترین لباس میں تھے تو کسی نے تنقید کی۔ انہوں نے فرمایا کہ میں نے تو اللہ کے نبیؐ کو ایک وقت ہزار درہم والی چادر پہنے بھی دیکھا تھا۔ تم مجھ پر کیسے تنقید کر سکتے ہو۔

اللہ کی حدود میں رہیں۔ اسراف اور تبزیر نہ کریں۔ آرائش وزیبائش کر سکتے ہیں۔ لیکن فخر اور غرور نہ کریں۔

حیا کا خیال رکھیں۔ بے ہودہ اور فحش لباس نہ ہو۔ محترم نظر آئیں۔ حُسن کو ظاہر نہ کرتے پھریں۔

اسلام یہ نہیں چاہتا کہ ہم اپنے لباس سے مسکین نظر آئیں۔ مغلوبیت کا رنگ نظر نہ آئے۔ دوسروں کی نقل نہ کریں۔ صبغۃ اللہ کا رنگ نظر آنا چاہیئے۔ حدیثؐ کے مطابق لباس شفّاف اور وصاف نہیں ہونا چاہیئے۔ یعنی نہ تو بہت تنگ ہو اور نہ ہی جسم کی ساخت کو ظاہر کرنے والا ہو اور نہ ہی اتنا باریک ہو کہ جسم نظر آئے۔ بہت تنگ قمیض نہ ہو۔

ڈھیلا لباس پہنیں۔ تاکہ نماز سکون سے پڑھ سکیں۔ بازو چھوٹے اور گلا کھلا نہ ہو۔

عورت اور مرد کی آپس میں مماثلت نہیں ہونی چاہئیے۔

شوہر بیوی ایک دوسرے کے سامنے جیسے مرضی کپڑے پہن سکتے ہیں۔ شرعاً کوئی قباحت نہیں لیکن آپ اس طرح ذِکر نہیں کر سکتی یا نماز نہیں پڑھ سکیں گی۔ تھوری دیر کے لئے پہننا چاہیں تو پہن لیں۔

آپ کی شخصیت کا اظہار آپ کے لباس سے ہو گا۔

حدیث کا خلاصہ: سادگی اور عاجزی ایمان کا حصّہ ہے۔

نماز میں ستر کا خیال رکھیں۔ جسم کو اچھی طرح چھپائیں۔ ٹوپی کے بغیر مرد کی نماز ہو جاتی ہے۔

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَالطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ۭ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ ﴿٣٢﴾

پوچھو تو کہ جو زینت (وآرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں خدا نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کی ہیں ان کو حرام کس نے کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خاص ان ہی کا حصہ ہوں گی۔ اسی طرح خدا اپنی آیتیں سمجھنے والوں کے لیے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے (۳۲)

یعنی کچھ لوگ جو یہ سمجھتے ہین کہ دیندار ہونے کا مطلب ہے کہ بہت سادہ رہو، نہ اچھا پہنو، نہ اچھا کھاؤ۔ اللہ نے ایسا کوئی حکم نہیں دیا۔ اسلام ہمیں سادھو یا ملنگ بننے کا حکم نہیں دیتا۔ اللہ نے اچھا لباس پہننے سے منع نہیں کیا۔ اپنی طرف سے کوئی فتوے نہ دیں۔

آج لوگوں کو دین سے دُور کرنے کی ایک وجہ یہ بھی ہے کچھ لوگوں نے حلال چیزوں کو حرام کر دیا۔

اللہ کے نبیؐ اس بات کو پسند کرتے تھے کہ لوگ صاف ستھرے اور سلیقہ مند طریقے سے رہیں۔

اللہ نے یہ سب چیزیں اپنی مخلوق کے استعمال کرنے کے لئے پیدا کیں ہیں۔ اللہ نے طرح طرح کی نعمتیں دی ہیں۔ اِن کو استعمال کریں۔ دینداری کا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ سوکھی روٹیاں کھاؤ اور پرانے کپڑے پہن کر پھرتے رہو۔

اسلام حدود کے اندر زیب و زینت کی بھی اجازت دیتا ہے اور مزیدار کھانوں کی بھی۔ لیکن اسراف نہ ہو۔ ظاہری کپڑوں سے ایک دوسرے کے دین کا اندازہ نہ لگائیں۔ آپ اچھی گاڑی بھی لے سکتے ہیں۔ اچھے گھر میں رہ بھی سکتے ہیں۔

'۔۔ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے ہیں اور قیامت کے دن خاص ان ہی کا حصہ ہوں گی۔۔۔'

دنیا میں تو یہ نعمتیں سب لوگوں کو ملی ہوئی ہیں۔ آخرت میں یہ چیزیں صرف ایمان والوں کو ملیں گیں۔

علم والوں کو ہی یہ بات سمجھ آئے گی۔ آخرت اور جنّت کی نعمتیں بغیر کسی کام کے ملیں گیں۔ خالص اور خاص ایمان والوں کو ملیں گیں۔

قُلۡ اِنَّمَا حَرَّمَ رَبِّیَ الۡفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنۡهَا وَمَا بَطَنَ وَ الۡاِثۡمَ وَالۡبَغۡیَ بِغَیۡرِ الۡحَقِّ وَاَنۡ تُشۡرِكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ یُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا وَّاَنۡ تَقُوۡلُوۡا عَلَی اللّٰهِ مَا لَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۳﴾

کہہ دو کہ میرے پروردگار نے تو بے حیائی کی باتوں کو ظاہر ہوں یا پوشیدہ اور گناہ کو اور ناحق زیادتی کرنے کو حرام کیا ہے۔ اور اس کو بھی کہ تم کسی کو خدا کا شریک بناؤ جس کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی اور اس کو بھی کہ خدا کے بارے میں ایسی باتیں کہو جن کا تمہیں کچھ علم نہیں (۳۳)

اللہ نے بے حیائی اور فحاشی کو حرام کیں ہیں۔ یعنی کھلے عام غلط کام یا پھر چپکے سے چھپ چھپ کر گناہ کرتے یا دیکھتے ہو سب حرام ہے۔

وَ الۡاِثۡمَ : وہ گناہ جس سے انسان بچ سکتا ہو لیکن نہ بچے۔ لفظی معنی جو اونٹنی تیز چل سکتی ہو لیکن تیز نہ چلے۔۔ حسن بصریؒ کہتے ہیں یہاں اس سے مُراد شراب ہے۔

وَالۡبَغۡیَ : سرکشی، اللہ کے حکم کو سُن کر چھوڑ دیتے ہیں۔ اللہ کی بات کو حق سمجھتے ہیں لیکن پھر بھی اپنی مرضی کرتے ہیں۔ سرکشی۔ یعنی سر کو اُٹھانا۔ اللہ کی مرضی کے مطابق سر نہ جھکانا۔ کتنے مسلمان یہ حرام سمجھتے ہیں؟ اللہ کہتے ہیں ہاں میں سر جھکاؤ یا سر جھٹک کر اپنی مرضی کرتے ہیں۔

وَالۡبَغۡیَ : ظلم میں حد سے تجاوز کرنا۔

وَاَنۡ تُشۡرِكُوۡا بِاللّٰهِ مَا لَمۡ يُنَزِّلۡ بِهٖ سُلۡطٰنًا : بغیر دلیل کے شرک کرتے ہو۔ اللہ کے نام سے غلط باتیں کرتے ہیں۔

اللہ نے یہ پانچ کام حرام کہے ہیں۔ فحاشی، کھلے عام گناہ، سرکشی، حد سے گُزرنا، شرک کرنا اور اللہ پر جھوٹ بولنا۔

وَلِكُلِّ اُمَّةٍ اَجَلٌ‌ ۚ فَاِذَا جَآءَ اَجَلُهُمۡ لَا يَسۡتَاۡخِرُوۡنَ سَاعَةً‌ وَّلَا يَسۡتَقۡدِمُوۡنَ ﴿۳۴﴾

اور ہر ایک فرقے کے لیے (موت کا) ایک وقت مقرر ہے۔ جب وہ آ جاتا ہے تو نہ تو ایک گھڑی دیر کر سکتے ہیں نہ جلدی (۳۴)

جس طرح انسان کی ایک طبعی عمر ہوتی ہے اسی طرح امت کا بھی ایک وقت مقرر ہوتا ہے۔ اُمتیں اُس وقت ختم ہو جاتی ہیں جب وہ اللہ کی نافرمانی کرنے لگتی ہیں۔ اُمتیں فوراً ختم نہیں ہوتیں۔ آہستہ آہستہ نافرمانی شروع کرتی ہیں۔ جب اُمتیں اپنا کام نہیں کرتی تو اللہ اُنہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیتا ہے۔

اگلی آیت میں بھی اُمتوں کے خاتمے کی بات ہے۔ کی رسول اور پیغمبر تمہارے پاس آئیں تو اُن کی بات مانو۔ اللہ کے حکم مانو گے تو کامیابی ملے گی۔

يٰبَنِيۡۤ اٰدَمَ اِمَّا يَاۡتِيَنَّكُمۡ رُسُلٌ مِّنۡكُمۡ يَقُصُّوۡنَ عَلَيۡكُمۡ اٰيٰتِيۡ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَيۡهِمۡ وَلَا هُمۡ يَحۡزَنُوۡنَ ﴿۳۵﴾ اے بنی آدم! (ہم تم کو یہ نصیحت ہمیشہ کرتے رہے ہیں کہ) جب ہمارے پیغمبر تمہارے پاس آیا کریں اور ہماری آیتیں تم کو سنایا کریں (تو ان پر ایمان لایا کرو) کہ جو شخص (ان پر ایمان لا کر خدا سے) ڈرتا رہے گا اور اپنی حالت درست رکھے گا تو ایسے لوگوں کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے (۳۵)

آپ دیکھ سکتے ہیں کہ بار بار اس رکوع میں اے آدم کی اولاد کہہ کر پکارا گیا ہے۔ ابلیس اور آدم والا قصّہ بھی سنایا گیا۔ کہ تمہارے پاس رسول اور پیغمبر بھیجے گئے۔ تم اُن کی بات مان لو۔ روزِ قیامت ایمان والوں کو کوئی فکر اور غم نہیں ہوگا۔

حلم اور تحمل یہی ہے کہ کوئی مشکل اور پریشانی آ بھی جائے تو صبر سے کام لیں۔ اپنے آپ کو دُرست حالت میں رکھو۔ ایسے لوگ اللہ کی رضا پر چلتے ہیں۔ انہیں دوسروں کی پرواہ نہیں ہوتی۔

لیکن بعض لوگ باتیں تو بہت کرتے ہیں لیکن عمل نہیں کرتے؛

وَالَّذِيۡنَ كَذَّبُوۡا بِاٰيٰتِنَا وَاسۡتَكۡبَرُوۡا عَنۡهَاۤ اُولٰۤٮِٕكَ اَصۡحٰبُ النَّارِ‌ ۚ هُمۡ فِيۡهَا خٰلِدُوۡنَ ﴿۳۶﴾

اور جنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور ان سے سرتابی کی وہی دوزخی ہیں کہ ہمیشہ اس میں (جلتے) رہیں گے (۳۶)

اللہ تعالیٰ کی آیات کو سُن لین اور مان لیں۔ غرور اور تکبر نہ کریں۔

مثال: دولہا کو سونے کی انگوٹھی دینی ہے اور سلک کا سوٹ دینا ہے۔ جب کوئی چیز جائز نہیں تو پھر کیوں کرتے ہیں؟ مرد کو سونا اور ریشمی کپڑے جائز نہیں ہیں۔

کھانوں میں بھی اسراف و تبزیر نہ کریں۔ اپنی زندگی کو اللہ کے احکام کے مطابق گزارو۔

آخر لوگ کیوں عریاں ہونا چاہتے ہیں؟ باہر جو مرضی پہنتے ہیں۔ گھر آتے ہی ڈھیلے کپڑے پہن کر آرام سے بیٹھتے ہیں۔ کچھ وجوحات تو یہ ہیں؛

- اعلیٰ مرتبے کے لئے۔ فخر اور غرور کے لئے
- جنسی جذبات کی تسکین کے لئے۔ میڈیا پر تصاویر کو دیکھ لیں۔ بے حیائی والی تصویریں دکھائی جاتی ہیں۔
- ماڈل۔ پیشہ ور خواتین اور لڑکے۔ مسلمان لوگ بھی اِن کاموں میں شامل ہیں۔
- میڈیا، کو کیسے شیئرینگ کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔
- لوگ کاروباری مقاصد کے لئے استعمال کرتے ہیں۔
- دِن میں پانچ بار اَذان پر لوگ نہیں آتے۔ لیکن سارا دِن کیا کرتے رہتے ہیں۔

پھر یہی لوگ ہیں؛ أُولَٰئِكَ أَصْحَابُ النَّارِ ۖ هُمْ فِيهَا خَالِدُونَ

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِآيَاتِهِ ۚ أُولَٰئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ الْكِتَابِ ۖ حَتَّىٰ إِذَا جَاءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوا أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ ۖ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا كَافِرِينَ ﴿٣٧﴾

تو اس سے زیادہ ظالم کون ہے جو خدا پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھٹلائے۔ ان کو ان کے نصیب کا لکھا ملتا ہی رہے گا یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) جان نکالنے آئیں گے تو کہیں گے کہ جن کو تم خدا کے سوا پکارا کرتے تھے وہ (اب) کہاں ہیں؟ وہ کہیں گے (معلوم نہیں) کہ وہ ہم سے (کہاں) غائب ہوگئے اور اقرار کریں گے کہ بے شک وہ کافر تھے (۳۷)

یعنی نصیب کا لکھا ہوا تو انسان کو مل جاتا ہے۔ اپنا وقت پورا کرینگے۔

دوسرے معنی یہ ہیں کہ ان کی عمر، عمل، رزق جو لوح محفوظ میں لکھا ہوا ہے وہ دنیا میں تو ملے گا۔

پھر فرمایا کہ " ان کی روحوں کو قبض کرنے کیلئے ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے آتے ہیں تو ان کو بطور طنز کہتے ہیں کہ اب اپنے معبودوں کو کیوں نہیں پکارتے کہ وہ تمہیں اس عذاب سے بچالیں، آج وہ کہاں ہیں؟ تو یہ نہایت حسرت سے جواب دیتے ہیں کہ افسوس وہ تو کھو گئے، ہمیں ان سے اب کسی نفع کی امید نہیں رہی۔ پس اپنے کفر کا آپ ہی اقرار کر کے مرتے ہیں۔"

یعنی شرمندہ ہونگے۔ اور خود اپنے خلاف گواہی دینگے۔ کافر ناشکرا انسان۔ جب لوگ اللہ کے طریقوں پر عمل نہیں کرتے تو وہ بھی کفر کرتے ہیں۔ یہاں تَدۡعُوۡنَ سے مراد تعبدون ہے۔ عبادت، یعنی اطاعت بندگی۔ دوسروں کو اہمیت دینا عبادت ہی ہے۔

قَالَ ادۡخُلُوۡا فِیۡۤ اُمَمٍ قَدۡ خَلَتۡ مِنۡ قَبۡلِکُمۡ مِّنَ الۡجِنِّ وَ الۡاِنۡسِ فِی النَّارِ ؕ کُلَّمَا دَخَلَتۡ اُمَّۃٌ لَّعَنَتۡ اُخۡتَہَا ؕ حَتّٰۤی اِذَا ادَّارَکُوۡا فِیۡہَا جَمِیۡعًا ۙ قَالَتۡ اُخۡرٰىہُمۡ لِاُوۡلٰىہُمۡ رَبَّنَا ہٰۤؤُلَآءِ اَضَلُّوۡنَا فَاٰتِہِمۡ عَذَابًا ضِعۡفًا مِّنَ النَّارِ ۬ؕ قَالَ لِکُلٍّ ضِعۡفٌ وَّ لٰکِنۡ لَّا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۳۸﴾

تو خدا فرمائے گا کہ جنّوں اور انسانوں کی جو جماعتیں تم سے پہلے ہو گزری ہیں ان کے ساتھ تم بھی داخل جہنم ہو جاؤ۔ جب ایک جماعت (وہاں) جا داخل ہو گئی تو اپنی (مذہبی) بہن (یعنی اپنے جیسی دوسری جماعت) پر لعنت کرے گی۔ یہاں تک کہ جب سب اس میں داخل ہو جائیں گے تو پچھلی جماعت پہلی کی نسبت کہے گی کہ اے پروردگار! ان ہی لوگوں نے ہم کو گمراہ کیا تھا تو ان کو آتش جہنم کا دگنا عذاب دے۔ خدا فرمائے گا کہ (تم) سب کو دگنا (عذاب دیا جائے گا) مگر تم نہیں جانتے (۳۸)

یا اللہ ہمیں ان لوگوں میں شامل نہ کرنا۔ آمین

انسان جیسے کام کرے گا تو ویسا ہی انجام ہو گا۔ انسان جیسے لوگوں کے ساتھ رہتا آخر میں انہی کے ساتھ ہو گا۔

جیسے نیکی کے کام مل جل کر ہوتے ہیں۔ ہم نیک لوگوں کو دیکھ کر اُن جیسے بننے کی کوشش کرتے ہیں۔ نیک لوگ وفات پائیں تو نیک لوگ ہی جنازے میں جائیں گے۔

ایسے ہی بُرے لوگ مل جل کر غلط کام کرتے ہیں۔ جیسے کوئی گلوکار مرے گا تو گانے والے ہی جنازے میں جائیں گے۔ کوئی اداکار مرے گا تو ناچنے گانے والے ہی وہاں جائینگے۔

خَلَتْ : ت یہاں مؤنث کا ہے۔ روٹ ورڈ خ ل و ہے۔ خلاء لفظ بھی اسی سے ہے۔

جہنم میں پہلے سے لوگ ہیں پھر نئے مجرم جب پھینکے جاتے ہیں تو پہلے والے بعد والوں پر لعنت کرینگے۔

پھر سب اکٹھے ہو کر ختم ہو جائینگے۔ ادَّارَكُوا : درک۔ یعنی نچلے درجے۔

عقل سے آگے کا درجہ ادراک۔ بھی معنی ہیں۔

پھر وہ اللہ کو شکائتیں لگائیں گے۔ دوسروں کو الزام دینگے۔ سب کو دوگنا عذاب ملے گا۔ انہیں جواب ملا کہ ہر ایک کے لئے دگنا ہے۔ یعنی ہر ایک کو اس کی برائیوں کا پورا پورا بدلہ مل چکا ہے۔

یعنی نیکی کی پیروی کرنے والوں کو اَجر ملے گا اور برائی و گناہ کی پیروی کرنے والوں کو عذاب بھی دوگنا ملے گا کیونکہ دوسروں کو بھی غلط کام سکھا کر آئے۔

وَقَالَتْ أُولَاهُمْ لِأُخْرَاهُمْ فَمَا كَانَ لَكُمْ عَلَيْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوقُوا الْعَذَابَ بِمَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٣٩﴾ اور پہلی جماعت پچھلی جماعت سے کہے گی کہ تم کو ہم پر کچھ بھی فضیلت نہ ہوئی تو جو (عمل) تم کیا کرتے تھے اس کے بدلے میں عذاب کے مزے چکھو (۳۹)

یعنی جہنم کے اندر بھی بحث اور لڑائی ہو رہی ہے۔

اس سورت میں حق اور باطل کی رسہ کشی ہو رہی ہے۔ شیطان انسان کو بہکانا چاہتا ہے۔ نیکی اور بدی کی کشمکش جاری ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ ہمیں یہ سُن کر عمل کرنے والا بنا دے۔ آمین